سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

گھریلو تنازعات کا حل
قرآن وسنت کی روشنی میں

آج کل پنجاب اسمبلی کے منظور کردہ تحفظ حقوق نسواں بل ہر جگہ زیر بحث ہے، میاں بیوی اور دیگر معاشرتی جھگڑوں کے بارہ میں اس مضمون سے قرآن وسنت کی روشنی ملتی ہے............(ادارہ)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (الروم:۲۱)

اور اس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم اس کے پاس جاکر سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دیئے، یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں۔

وقال النبی ﷺ ایما امرأۃ ماتت وزوجھا عنا راض دخلت الجنۃ (رواہ الترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت کا انتقال اس حالت میں ہو کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ عورت سیدھی جنت میں جائے گی۔

گھریلو تنازعات کی وجہ

محترم دوستو! آج میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید کی آیت مبارکہ اور ذخیرہ حدیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ذکر کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس آیت اور حدیث مبارکہ کی روشنی میں میاں بیوی کے مشترکہ حقوق، تعلق اور باہمی زندگی کے بارے میں کچھ معروضات پیش کروں۔ پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہیے کہ آج کل انسانوں کے درمیان جو نفرتیں پھوٹ پڑی ہیں اور ہر گھر تقریباً تنازعات اور جنگ جھگڑوں کا مرکز بنا ہوا ہے، اس کی بنیادی وجہ قرآن وحدیث سے اور اس میں تدبر وفکر کرنے سے گریز کرنا ہے۔

تنازعات ختم کیسے ہوں؟

حالانکہ اگر قرآن کریم کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کیا جائے اور دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھا جائے تو کوئی تنازعہ اور کوئی جھگڑا نہ رہے گا، لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہم اپنا حق مانگتے ہیں نہ ملے تو ہر قسم کی تدبیر حصول حق کے لئے کرگزرتے ہیں خواہ ہڑتال کرنا پڑے، مظاہرہ کرنا پڑے، مہینوں تک دھرنا دینا پڑے۔ غرض کسی بھی طرح اپنا حق دوسروں کو بخشنے کے لئے تیار نہیں ہوتے لیکن جب حق دینے کا وقت آتا ہے تو پھر ہم اپنی آنکھیں بند کرلیتے ہیں۔

بہر حال یہ صرف معاشرے کے دو فرد میاں بیوی نہیں بلکہ ان دونوں کے پیچھے افراد کا ایک جم غفیر ہے مثلاً دونوں کے ماں باپ، بہن بھائی، دادا دادی، نانا نانی، پھر چچا چچی، ماموں وغیرہ ایک طویل سلسلہ ہے، تو جب ان دونوں کی زندگی کی گاڑی اچھی طرح چل رہی ہو تو اس میں مذکورہ تمام افراد کی بھلائی اور سکونِ قلب ہے ورنہ مخالفت اور مخاصمت کی صورت میں تمام خاندانوں کی زندگی اجیرن ہوجاتی ہے، ان کے درمیان نفرتیں جنم لیتی ہیں عداوتیں پیدا ہوتی ہیں، بالآخر قتل مقاتلے تک بات جاپہنچتی ہے پھر عدالتوں کی پریشانی میں کئی چکر کاٹنے پڑتے ہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ ہم تمام مسلمان قرآن اور سنت پر عمل پیرا ہوکر سکون اور آرام دہ زندگی گزاریں۔

تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی

میرے محترم سامعین! اس وقت سب سے زیادہ اختلافات میاں بیوی یا ان کے دونوں خاندانوں کے درمیان وقوع پذیر ہے، وجہ صرف یہ ہے کہ ہم نے قرآن کریم اور احادیث نبویؐ سے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں، یوں سمجھو کہ بیوی اور شوہر کی زندگی کی مثال ایک گاڑی کی سی ہے جس کے صرف یہ دو پہیہ ہے جن کی وجہ سے زندگی کی گاڑی رواں دواں ہے، اگر ایک پہیہ پنکچر ہوا تو دوسرا خود بخود بیکار ہے، دونوں کے لئے ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

مرد کی حکمرانی یا نگرانی

اسلئے کہ آج کے اس بیان میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میاں بیوی کے فرائض کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے چونکہ عورت کی بنسبت مرد کو قوی الجثہ اور طاقتور پیدا فرمایا ہے۔ مرد کے قوائی جسمانی عورت کے قوائے جسمانی سے زیادہ قوی اور مضبوط ہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مرد کے متعلق قوام کا

لفظ استعمال کیا ہے۔ارشاد باری ہے:

الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضهم علی بعض
یعنی مرد عورتوں پر نگہبان اور انکے منتظم ہیں اس بہتری کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسری برتری ہے۔

بعض مفسرین نے اس کا ترجمہ حاکم لفظ کے ساتھ کیا ہے، مرد حضرات عورتوں کے اوپر حاکم ہیں اس لئے بعض مرد اپنے آپ کو مطلق حکمران جانتے ہیں، اور وہ سب کچھ اپنی بیوی کے ساتھ روا رکھتے ہیں، جو ایک مطلق حکمران اپنے رعایا کے ساتھ رکھتے ہیں حالانکہ اس کا ترجمہ منتظم اور نگران کا ہے،

فرائض کی تقسیم

مطلب یہ ہے کہ کام دو طرح کے ہیں ایک اندورن خانہ اور ایک بیرون خانہ۔ اندرون خانہ کی منتظم بیوی ہے، اس کو اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اس گھر کو اندر سے کس طرح قابو کیا جائے کون سا کام کسی وقت کرنا چاہیے اور گھر سے باہر جتنے مشاغل ہیں اس کی ذمہ داری مرد پر عائد ہوتی ہے تو چونکہ یہ ایک فطری تقسیم ہے گھر کے باہر کے کام ذرا بھاری قسم کے ہوتے ہیں مثلاً کھیتی باڑی کرنا، ہل چلانا، دفتروں میں کام کاج کرنا، بازار سے سودا سلف لانا، ہاتھ کی مزدوری کرنا، وغیرہ سب مشکل کام ہیں، اللہ تعالیٰ نے مرد کے جسمانی توانائی کے مطابق ان سب کی ذمہ داری مرد پر ڈالی، جبکہ گھر کے اندر کے کام کچھ سہل ہیں اس لئے وہ عورت کے ذمہ لگادیئے، لیکن آج انسانیت کے عالم برداروں نے فطرت کے خلاف علم بغاوت بلند کررکھا ہے، عورت باہر جاکر کام کاج کرتی ہے جبکہ خاوند خانہ داری کے امور سرانجام دیتا ہے، پھر آپ خود اندازہ لگائیں کہ جھگڑے اور مخالفت نہ ہوگی تو پھر ہوگا کیا۔

ازدواجی زندگی کا مقصد

آیت مذکورہ میں بتایا گیا ہے کہ انسان کی ازدواجی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ زوجین ایک دوسرے سے مایوس نہ ہو اور زندگی پر سکون ہو، آپس میں محبت اور ہمدردی کے تعلقات ہوں بہت سے مرد عورتوں کے لئے اور بہت سی عورتیں مردوں کے لئے مصیبت بن جاتی ہیں۔ یہ ازدواجی مقصد کے سراسر خلاف ہیں۔ زوجین کو صبر و تحمل کا مظاہرہ کرکے اس کا تدارک کرنا چاہیے، مرد کو سوچنا چاہیے کہ عورت نے کتنی عظیم قربانی اس کی خاطر دی ہوئی ہے کہ اس نے ماں کو چھوڑا، باپ کو چھوڑا، بہن کو چھوڑا اور ایک شوہر کی ہوگئی۔ اگر معاملہ

اس کے برعکس ہوتا اور مرد سے یہ کہا جاتا کہ تمہاری شادی ہوگی لیکن اپنا خاندان چھوڑنا ہوگا، اپنے ماں باپ بہن بھائی چھوڑنے ہوں گے، تو یہ کتنا مشکل کام ہوتا کہ ایک اجنبی ماحول، اجنبی گھر، اجنبی آدمی کے ساتھ زندگی بھر نباہ وہ عورت گویا مقید ہوتی ہے، اس لئے ہم سب کو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے ارشادات کے مطابق عورت کی اس قربانی کا لحاظ کر کے اچھا سلوک کرنا چاہیے۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ مرد گھر کا منتظم ہے اس لئے خاوند بیوی کیساتھ ایک طویل سفر زندگی گزارتا ہے اور گویا اس سفر کا امیر ہوتا ہے تاکہ زندگی کے اس طویل سفر میں بدنظمی اور بدمزگی کا سامنا ہو جملہ انتظامات سفر اور پالیسی امیر سفر کے تابع ہو۔

امیرِ سفر کی اطاعت

امیر سفر کے تابع ہو، اب دو ہی طریقے ہیں کہ یا تو شوہر کو امیر کاروان بنایا جائے یا عورت کو اور شوہر کو محکوم اور مامور بنایا جائے، تیسرا راستہ کوئی نہیں، اب انسانی خلقت، فطرت، قوت اور صلاحیتوں کے لحاظ سے بھی اور عقل وخرد کے پیمانے سے بھی اگر سوچا جائے تو اللہ تعالیٰ بڑے بڑے مشکل کام سرانجام دینے کی جو قوت وطاقت مرد کو بخشی ہے وہ عورت کو نہیں۔ لہٰذا اس امارت اور سربراہی کا کام مرد ہی خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکتا ہے، اور اس تعین کے لئے اپنی عقل سے کام لینے کی بجائے اگر اس ذات سے پوچھا جائے جس نے مرد وزن کی تخلیق کی ہے تو زیادہ بہتر اور موزوں ہوگا، وہی خوب جانتا ہے کہ کسی کو امیر اور حاکم بنایا جائے اور کس کو مامور ومحکوم۔

امیر کا تصور

اس لئے جب ہم اس آیت مبارکہ ہو پر سوچتے ہیں تو ہمیں لفظ قوام ملتا ہے نہ کہ حاکم وامیر اور قوام کے معنی ہر وہ شخص جو کسی کا ذمہ دار ہو مطلب یہ کہ ذمہ دار شخص ہی بحیثیت مجموعی زندگی گزارنے کی پالیسی وہ طے کرے گا اور پھر اس پالیسی کے تحت زندگی گزاری جائے گی قوام یا قائم کے یہ معنیٰ ہرگز نہیں کہ خاوند آقا اور بیوی اسکی کنیز اور لونڈی ہے یا بیوی اسکی نوکر ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان رشتہ امیر اور مامور کا ہے اور امیر کا تصور شریعت میں یہ نہیں ہے کہ وہ تخت شاہی پر بیٹھ کر حکم چلائے بلکہ اسلام میں امیر کا تصور وہ ہے جس نے آپ " سید القوم خادمھم " کے لفظ سے ظاہر فرمایا ہے یعنی قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے مگر آج ذہن میں جب امیر کا تصور آتا ہے تو وہ بادشاہوں حکمرانوں اور سربراہوں کی روپ میں آتا ہے جو اپنی جو اپنی رعایا کیساتھ بیٹھ جانا، بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔

میاں بیوی کا تعلق

حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ میاں بیوی کا تعلق دوستی کا تعلق ہے مردوں کو قرآن کریم کی الرجال قوامون علی النساء والی آیت بہت یاد رہتی ہے یعنی مرد عورتوں پر حکمران اور حاکم ہے اب بیٹھ کر عورتوں پر حکم چلا رہے ہیں اور ذہن میں یہ بات ہے کہ عورت ہر حال میں تابع اور محکوم ہے اسکو خاوند کا ہر حکم ماننا چاہئے لیکن قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری آیت نازل فرمائی ہے ومن آیۃ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا "اور اسکی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں تا کہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم دونوں میاں، بہو، بیوی میں ہمدردی پیدا ہو" حضرت فرماتے ہیں کہ بیشک مرد وعورت کیلئے قوام ہے لیکن باہمی تعلق دوستی جیسی ہے اسکی مثال دو دوستوں جیسا ہے جو سفر پر رواں ہوں اور ایک نے دوسرے کو سفر کا امیر بنایا ہے لہٰذا اس لحاظ سے شوہر امیر ہے کہ ساری زندگی کا فیصلہ کریگا وہ ذمہ دار ہے لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ وہ اس کے ساتھ ایسا معاملہ جیسے نوکروں اور غلاموں کیساتھ کیا جاتا ہے بلکہ اس کے کچھ تعلق آداب اور تقاضے ہیں ان اداب اور تقاضوں میں نازکی باتیں ہوتی ہے جن کو حاکم ہونے کے خلاف نہیں کیا جاتا۔

آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز معاشرت

بعض نادان حضرات سمجھتے ہیں کہ ہم حاکم ہیں لہٰذا ہمارا اتنا رعب ہونا چاہئے کہ ہمارا نام سن کر بیوی کانپنے لگے اور وہ بے تکلفی کیساتھ بات تک نہ کر سکے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے عائشہ! جب تو ناراض ہوتی ہے تو مجھے پتہ چل جاتا ہے حضرت عائشہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے؟ کہ میں آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روٹھی ہوئی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہیں ورب ابراھیم کہ ابراہیمؑ کے رب کی قسم یعنی اس وقت تم میرا نام نہیں لیتی اور جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہے تو یوں کہتی ہے وربّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رب کی قسم اسکے ساتھ حضرت عائشہ ہنس پڑی اور کہا کہ آپ نے سچ فرمایا انی لااھجر الا اسمك یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف آپ کا نام چھوڑتی ہوں مگر دل میں محبت اسی طرح موجزن رہتی ہے اور اسمیں کمی واقع نہیں ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوستی اور رفاقت کا حق اسی طرح ادا فرمایا کہ آپ کا تعلق قلبی ہر وقت ذات باری تعالیٰ کیساتھ قائم دائم تھا اور ہر وقت دل وزبان اللہ تعالیٰ کی یاد سے تر اور معطر رہتی۔

ادبی لطافتیں

لیکن بمعہ اسکے ازواج مطہرات کیساتھ دلداری اور دلجوئی اور حسن سلوک کا یہ عالم تھا کہ رات کے وقت حضرت عائشہ کو یمن کے گیارہ عورتوں کا قصہ سنا رہے ہیں۔ جنھوں نے اپنے شوہروں کے اوصاف اس وضاحت اور لطائف کیساتھ بیان کئے کہ ساری ادبی لطافتیں اس پر ختم ہیں ادبی لطافتوں سے بھرپور وہ سارا قصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کو سنا رہے ہیں میاں بیوی اگر ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کریں تو نہ صرف خاندان بلکہ معاشرے پر اسکے برے اثرات مرتب ہونگے اتباع سنت بڑی ہی عجیب شے ہے یہ انسان کی دنیا کی بھی بنا دیتی ہے اور آخرت بھی اور زندگی کو سنوارتی ہے لیکن یہ صرف زبانی دعویٰ کرنے سے نہیں بلکہ عمل کرنے سے ہوتی ہیں

خواتین کے بارے میں آنحضرتؐ کی نصیحت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری حجۃ الوداع کے موقع پر وہ ساری باتیں چن چن کر ارشاد فرمائی جن کے اندر امت کے پھسل جانے کا خطرہ تھا خطبہ تو بہت طویل ہے لیکن اس خطبے کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں و عورتوں کے باہمی حقوق بیان فرمایا ہے پھر خاص کر مردوں کو عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید فرمائی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوب سن لو میں تمھیں عورتوں کیساتھ ساتھ بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں، تم اس نصیحت کو قبول کرلو فانما ھن عوان عندکم اسلئے کہ وہ تمہاری گھروں میں مقید ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی ایک ایسی وصف بیان فرمائی ہے کہ اگر مرد حضرات صرف اس ایک وصف پر غور کریں تو ان کو کبھی بھی ان کے ساتھ بدسلوکی کا خیال نہ آئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے فرمایا: لیس تملکون منھن شیئا غیر ذلک یعنی تمھیں ان پر صرف اتنا حق حاصل ہے کہ وہ تمہارے گھر میں رہیں اس کے علاوہ شرعا ان پر تمہارا کوئی مطالبہ نہیں۔

حقوق شوہر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز ادا یہ تھا کہ ہر شخص کو اسکی فرائض اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں پس جب شوہر کو مخاطب کرتا ہے تو ساری باتیں بیوی کے حقوق کے بارے میں کر دیتا ہے اور جب عورت کو خطاب کر دیتا ہے تو ساری باتیں مرد کے حقوق کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں عورت کو سمجھنا چاہئے کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ قابل احترام اور سب سے زیادہ قابل محبت ہستی روئے زمین پر اس کا شوہر ہے عورت جب یہ بات نہیں سمجھے گی شوہر کے حقوق صحیح طور پر ادا نہیں کرسکتی نہ شوہر اپنی بیوی کی حقوق شریعت کے مطابق ادا کرسکتے ہیں

آزادی نسواں اور جدید تہذیب

لیکن آج کل معاملہ سارا الٹ گیا ہے آج کی روشن خیالی اور جدید تہذیب کی سوچ یہ ہے کہ عورت کا گھر میں بیٹھنا اور گھر کا کام کاج تو رجعت پسندی دقیانوسیت اور پرانہ طریقہ ہے اور گویا عورت کیلئے گھر جیل خانہ ہیں یہ عورت کیساتھ سراسر ظلم اور زیادتی ہے لیکن اگر وہی عورت نیم برہنہ ہوکر ہوائی جہاز میں ائیر ہوسٹس بن کر تین چار سو اجنبیوں کو کھانا کھلائے اور ان کے سامنے ٹرے سجا کر جائے اور ان سب مردوں کے ہوسناک نگاہوں کا نشانہ بنے اس خدمت کا نام جدید تہذیب میں آزادی ہے جس کیلئے انجمنیں بنتے ہیں تنظیمیں وجود میں آتی ہیں آزادی نسواں کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے لیکن دوسری طرف اگر یہ کمزور اور ناتواں اور بے سہارا عورت گھر میں اپنے شوہر اپنے بچوں اور اپنے بہن بھائیوں کیلئے یہ خدمت انجام دے تو اس کا نام دقیانوسیت رکھے ترقی کے راہ میں رکاوٹ جانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو عزت کا ایک بلند مقام دیا ہے کہ وہ گھر میں رہے اپنے رب کی عبادت کریں اور خاوند کی اطاعت کریں اور اپنے بچوں کی تربیت کرے اب جو چاہے عزت کی مقام کو اختیار کرے اور جو چاہے ذلت کے مقام کو اختیار کرے جو ہم سب کے سامنے ہے۔

شوہر کی خوشنودگی ذریعہء دخول جنت

آخری بات جو حدیث شریف میں ذکر کی تھی

عن ام سلمةؓ قالت قال رسول اللّٰه صلى اللّٰهعليه وسلم ايما ء امرأة ماتت و زوجها راضٍ عنها دخلت الجنة (رواه الترمذی)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس عورت کا انتقال اس حالت میں ہوا کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہو وہ سیدھی جنت میں جائے گی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب عورت پانچویں نمازیں پابندی سے پڑے اور رمضان شریف کے روزے رکھے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے پس وہ جنت کے جس دروازے سے چاہیں اسمیں داخل ہوجائیں۔ایک اور روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اس سے کہا جائے گا تو جس دروازے سے چاہتی ہو جنت میں داخل ہوجاؤ۔بہرحال اب وقت ختم ہوچکا ہے لہٰذا کچھ گزارشات آئندہ موقع پر عرض کرنے کی کوشش کرونگا۔رب کائنات ہم سب کو صحیح طریقے کے مطابق دین اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔